نمازِ جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کا شرعی حکم

اور

اہلِ بدعت کے دلائل کا تحقیقی جائزہ

از

فقیہ العصر حضرت مولانا
مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی
نور اللہ مرقدہ

فقیہ العصر مفتی سید عبد الشکور ترمذی ؒ

نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کا شرعی حکم

اور اہل بدعت کے دلائل کا تحقیقی جائزہ

یہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۲ء کا واقعہ ہے کہ فقہ حنفی اور اہل سنت کی طرف منسوب بعض حضرات نے "نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں" کے عنوان سے ایک پمفلٹ نما اشتہار شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا۔ اس سے یہ تاثر دیا گیا کہ جنازہ کے بعد کی جانے والی مروجہ اجتماعی دعا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اس اشتہار میں غیر مقلدین کے طریقہ کے مطابق ظاہر قرآن وحدیث سے اپنے مدعا پر مجتہدانہ رنگ میں استدلال کیا گیا۔ حنفی کہلانے کے باوجود فقہ حنفی کی کتب فتاویٰ سے کوئی عبارت پیش نہیں کی گئی جس سے اجتماعی دعا بعد الجنازہ کا ثبوت ہوتا ہو۔ حضرت فقیہ العصر ؒ کی خدمت میں جب یہ اشتہار پیش کیا گیا تو آپ نے فی الفور برجستہ اس کا جواب تحریر کر کے واضح فرمایا کہ اس میں قرآن وحدیث سے اپنے مدعا پر جو استدلال کیا گیا ہے وہ ہرگز صحیح نہیں اور قرآن کریم اور احادیث کا یہ مطلب نہیں ہے جو اشتہار میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز آپ نے فقہ حنفی کی کتب کے حوالہ سے ثابت فرمایا کہ دعا بعد الجنازہ منع ہے۔ ذیل میں حضرت کا یہ مضمون پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نماز جنازہ کے بعد اہتمام کے ساتھ اجتماعی دعا کا قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ فقہ حنفی کی کتابوں میں اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس زیر نظر اشتہار میں قرآن وحدیث سے جو نماز جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ غلط فہمی یا مغالطہ دہی پر مبنی ہے۔ چنانچہ ان آیات واحادیث

پر غور کرنے سے واضح ہوجائے گا۔ ہرایک دلیل کے بارہ میں مختصر طریقہ سے لکھاجاتاہے۔ غور سے ملاحظہ کیا جائے۔

دلیل نمبر (۱)

نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنا جائز ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ: واذاسألك عبادی عنی فانی قریب، الأیة۔ جب میرا بندہ مجھ سے دعا کرے تو میں اس کے قریب ہوں۔ تو اذا تعمیم کے لیے ہے جس میں وقت کی کوئی قید نہیں الخ۔

جواب

معلوم ہوا کہ صفوں کو باقی رکھ کر دعا کرنا تو معترض کے نزدیک بھی ناجائز ہے۔ ورنہ صفوں کے توڑنے کی قید کا کیا فائدہ ہوگا؟ اور آیت میں جس طرح وقت کی کوئی قید نہیں ہے، ہیئت وحالت کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ اللہ تعالی تو صفوں کو توڑ کر اور صفوں کو باقی رکھ کر دونوں حالتوں میں دعا کرتے وقت قریب ہی ہوتے ہیں صفوں کو باقی رکھ کر دعا کرتے وقت کیا نعوذ باللہ اللہ تعالی قریب نہ ہوں گے؟ اللہ تعالی کے قریب ہونے سے دعا کا جواز ثابت ہوتا ہے تو پھر صفوں کے توڑنے کی قید کیوں لگائی جاتی ہے؟۔

دلیل نمبر (۲)

فاذافرغت من الصلوة المكتوبة فانصب الی ربك فی الدعاء۔ یعنی جب آپ فرضی نماز سے فارغ ہوں تو دعا کریں۔ (تفسیر خازن)۔۔

۔۔۔۔ قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ نماز جنازہ عبادت بھی

ہے اور نیک کام میں داخل ہے لہذا اس کے بعد دعا کرنا موجب ثواب ہے۔

جواب

فرض نمازوں کی قید سے نماز جنازہ خارج ہو جاتی ہے۔ الصلوٰۃ المکتوبۃ پانچ موقتہ نمازوں کو کہا جاتا ہے۔ تمام تفسیروں کی عبارتوں کا یہی مطلب ہے۔ ویسے بھی سورۃ الانشراح ابتداء وحی کی سورتوں میں سے ہے اور مکی سورۃ ہے اس وقت مکہ معظمہ میں نماز جنازہ تو کیا نماز خمسہ بھی مشروع نہیں ہوئی تھیں تو نماز جنازہ اس آیت میں کیسے داخل ہو سکتی ہے؟ اور اگر عموم الفاظ سے استدلال کر کے سب نمازوں کو اس میں شامل کیا جائے تو صفوں کو توڑنے کی قید کہاں سے لگائی جائے گی؟

نیز دعا جو خود نیک کام بلکہ الدعاء مخ العبادۃ (دعا عبادت کا مغز) ہے اس لیے ہر دعا سے فارغ ہونے کے بعد دعا مشروع ہوگی اور یہ سلسلہ غیر متناہی دعا کی طرف منتہی ہوگا۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ نماز جنازہ خود دعا ہے اس کی ہیئت وصورت بھی اس کے دعا ہونے کو بتلا رہی ہے، اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ صرف قیام ہے اور دعا سے پہلے حمد وثنا اور درود شریف اقرب الی الاجابت ہونے کی وجہ سے مشروع ہیں۔ نماز جنازہ سے اصل مقصود دعا ہی ہے، اب دعا کے بعد اس بنا پر دعا کا حکم کہ دعا بھی عبادت ہے۔ تسلسل محال کو مستلزم ہے، اس لیے دعا کے بعد دعا مراد نہیں ہو سکتی، اسی لیے نماز جنازہ کے نیک کام اور عبادت ہونے کی وجہ سے کسی مفسر نے نماز جنازہ کے بعد کی دعا کو اس آیت کی تفسیر میں شمار نہیں کیا، اگر کسی مفسر نے اس کا ذکر کیا ہے تو بتلایا جائے؟

دلیل نمبر(۳)

اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔ جب تم نماز جنازہ سے فارغ ہو تو خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ اس میں صلیتم فعل ماضی کا صیغہ ہے یعنی جب تم نماز جنازہ ادا کر چکو تو خلوص سے دعا مانگو اور فاء کا حقیقی معنی تعقیب مع الوصل ہے اور اس کی مثال قرآن پاک میں موجود ہے۔ فاذا قضیت الصلٰوۃ فانتشروا۔ الآیۃ۔ الخ۔

جواب

"فارغ" کا لفظ ترجمہ حدیث میں اضافہ ہے۔ اصل ترجمہ یہ ہے کہ جب تم نماز پڑھو تو میت کے لیے خلوص کے ساتھ دعا کرو، جیسا کہ قرآن کریم کی قراءت شروع کرتے وقت اعوذ باللہ الخ۔ پڑھنے کا حکم فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطن الرجیم کے ذریعہ دیا گیا ہے۔ مگر اس جگہ فاء تعقیب کا یہ مطلب کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے کہ قراءت قرآن سے فارغ ہو کر اعوذ باللہ الخ پڑھا کرو۔ حالانکہ قراءت بھی صلیتم کی طرح فعل ماضی کا صیغہ ہے اور فاستعذ باللہ الایۃ میں فاء بھی تعقیب کے لیے ہے، اسی طرح حدیث مذکور کا بھی یہ مطلب درست نہیں ہو سکتا کہ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ صحیح مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ نماز جنازہ میں خلوص کے ساتھ دعا کرو۔

خلاصہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کے اندر کی دعا میں اخلاص کا حکم دیا جا رہا ہے کہ دعاء جنازہ کو خلوص سے پڑھا جائے۔ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد دعا میں

اخلاص کا حکم نہیں دیا جا رہا۔

اب سے ڈیڑھ سو سال پہلے کے ترجمہ مشکوۃ شریف ''مظاہر حق'' میں اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے : ''جس وقت کہ پڑھو تم نماز میت پر پس خالص کرو اس کے لیے دعا''۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۲۸۸) اس ترجمہ میں ''فارغ ہو'' کا لفظ نہیں ہے۔

دلیل نمبر (۴)

جنگ موتہ میں حضور ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی اور نماز جنازہ ادا فرمائی اور بعد میں دعا بھی فرمائی وصلی علیہ ودعا لہ وقال استغفروا لہ۔ یعنی حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور بعد میں دعا فرمائی، اور ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ (مرقات شرح مشکوۃ) .... فتح القدیر میں بھی یہی روایت نقل کی گئی ہے اور بعد میں دعا فرمائی : وصلی علیہ ودعا لہ وقال استغفروا لہ۔

جواب

''حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی نماز ادا فرمائی'' کے بعد حدیث کے ترجمہ کے اندر ''اور بعد میں'' اپنی طرف سے زیادتی ہے۔ نہ تو یہ الفاظ ''مرقات شرح مشکوۃ شریف'' میں ہیں اور نہ ہی یہ الفاظ ''فتح القدیر ج ۱ ص ۴۵۶'' میں ہیں۔

اور وصلی علیہ ودعا لہ سے یہ سمجھ لینا کہ نماز جنازہ ادا فرمانے کے بعد دعا بھی فرمائی، درست نہیں اس لیے کہ ودعا لہ کا وصلی علیہ پر عطف

واو کے ساتھ عطف ہے اور واو میں ترتیب نہیں بلکہ معطوف اور معطوف علیہ کو صرف جمع کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور عطف کی ایک قسم عطف تفسیری بھی ہے اس لیے وصلی علیہ ودعالہ کے یہ معنی ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی اور ان کے لیے دعا اور استغفار فرمایا۔ اس صورت میں صلی اور دعا کے ایک ہی معنی ہوں گے اور دعالہ صلی علیہ کی تفسیر ہو جائے گی تو نماز جنازہ کا ثبوت ہی نہ ہو گا صرف دعا اور استغفار کا ثبوت ہو گا اور حنفی مذہب کے زیادہ مناسب یہی ہے کہ احناف کے نزدیک اصل یہ ہے کہ غائب پر نماز جنازہ نہیں ہے اور اس لیے حنفی صلی کے معنی دعا کے کرتے ہیں اور جس جگہ نماز جنازہ کے پڑھنے کی تصریح آتی ہے، جیسے نجاشی کے جنازہ کی نماز کی تصریح ہے۔ اس کو آنحضرت ﷺ کی خصوصیت پر محمول کرتے ہیں۔

اور اگر عطف میں مغایرت ہی مراد لی جائے تو بھی نماز جنازہ میں دعا فرمانا ثابت ہو گا اور جزء کا عطف کل پر ہو گا اور جزء و کل میں مغایرت ہوتی ہے۔ اس صورت میں صرف نماز جنازہ اور اس کے اندر کی دعا کا ثبوت ہو گا نماز جنازہ کے بعد کی دعا کا کچھ ثبوت نہ ہو گا۔ بہرحال نماز جنازہ کے بعد دعا فرمانے کا ثبوت اس سے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ فافہم وتدبر۔

دلیل نمبر (۵)

مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں ایک روایت نقل فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک جنازہ سے رہ گئے لوگ نماز جنازہ ادا کر چکے تھے تو آپ نے

ارشاد فرمایا: ان سبقتمونی بالصلوۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء۔ یعنی اگر تم مجھ سے پہلے نماز جنازہ ادا کر چکے ہو تو دعا میں مجھ سے سبقت نہ کرو۔ تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنازہ کے بعد دعا کرتے تھے۔ اسی لیے آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا میں مجھ پر سبقت نہ کرنا۔

جواب

"دعا میں سبقت نہ کرو" اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز جنازہ کے بعد دفن سے پہلے سب مل کر اجتماعی طور پر دعا کیا کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ دفن کے بعد کی دعا مراد ہو اور یہ مطلب ہو کہ نماز جنازہ تو ادا کر چکے ہو مگر دعا بعد دفن میں مجھ سے سبقت نہیں کر سکو گے۔ یا یہ مطلب ہو کہ نماز جنازہ میں تو مجھ سے سبقت لے گئے ہو اور میں اس میں شریک نہیں ہو سکا مگر میری پر از اخلاص دعا سے تم سبقت نہیں لے جا سکتے۔ تو سبقت سے سبقت زمانی مراد ہوئی اور دعا انفرادی ثابت ہوئی نہ کہ اجتماعی دعا۔

دلیل نمبر (۶)

"بدائع" جو کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے اس میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نماز جنازہ ادا کر چکے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند ساتھیوں کے ساتھ جنازہ سے رہ گئے اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الصلوۃ علی الجنازۃ لا تعاد ولکن ادع للمیت واستغفر والہ (ج۱ص۳۱۱) یعنی جنازہ کی نماز دوبارہ نہیں ہوتی۔ آپ میت کے لیے دعا کریں اور استغفار کریں تو اگر نماز جنازہ کے بعد دعا ناجائز

ہوتی تو حضور ﷺ اس کی اجازت نہ فرماتے۔

جواب

الصلوۃ علی الجنازۃ لاتعاد، جنازہ کی نماز دوبارہ نہیں پڑھی جاتی۔ اس کی دلیل ہے کہ نماز جنازہ میں اعادہ نہیں ہے اس کو دو دفعہ نہیں پڑھا جاتا۔ جب یہ نماز جنازہ خود دعا ہے اور اس کا اعادہ منع ہے تو یہ اس کا ثبوت ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا منع ہے۔ ورنہ نماز جنازہ کو دوسری دفعہ پڑھنے میں کیا قباحت تھی؟ اس کو کیوں منع کیا گیا؟۔

البتہ ہر شخص کو علیحدہ علیحدہ انفرادا میت کے لیے دعا اور استغفار کی اجازت۔ ادع للمیت واستغفر والہ سے ایسے لوگوں کے لیے ثابت ہو رہی ہے جو نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوئے۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب "بدائع" میں ان حدیثوں کو نماز جنازہ دوسری مرتبہ نہ پڑھنے کے ثبوت میں حنفیوں کی طرف سے بطور دلیل کے ہی پیش کیا گیا ہے۔ ان حدیثوں سے نماز جنازہ کے بعد دوسری اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں کیا گیا بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نماز جنازہ دوسری مرتبہ نہ پڑھی جائے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد مل کر اجتماعی دعا منع ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔

یہی حال "مبسوط سرخسی" کی روایت عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا ہے۔ بدائع اور مبسوط کی حدیثوں سے دعا انفرادی کا ثبوت ہو رہا ہے۔ اور وہ بھی ایسے لوگوں کے لیے جن سے نماز جنازہ فوت ہو گئی ہو۔ جن

لوگوں نے نمازِ جنازہ ادا کر لی ہو، ان کی دعا کرنے کا ذکر ان احادیث میں نہیں ہے۔

قرآن وحدیث سے اگر نمازِ جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت ہوتا جیسا کہ اس اشتہار میں اس کے ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو حنفی فقہاء کرام رحمہم اللہ اس دعا کو منع کیوں کرتے ؟ اس سے معلوم ہوا کہ آج کل جن آیات واحادیث سے اس دعا کا ثبوت پیش کیا جا رہا ہے وہ درست نہیں ہے۔ کیا یہ بات کسی کی سمجھ میں آسکتی ہے کہ فقہاء احناف رحمہم اللہ قرآن آیات واحادیث کا صحیح مطلب نہیں سمجھ سکے اور جو مطلب آج ان لوگوں نے سمجھا ہے وہ صحیح ہے ؟۔

ان آیات واحادیث سے اگر اس دعا کا ثبوت ہوتا تو فقہاء کرام رحمہم اللہ اپنی کتابوں میں اس کو منع کیوں لکھتے ؟

فقہ حنفی کی معتبر کتاب ''البحر الرائق'' میں ہے : لانہ لایدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصۃ. سلام کے بعد دعا نہ کرے جیسا کہ ''خلاصہ'' میں ہے۔ (ص۱۹۷ ج۲)

''خلاصۃ الفتاویٰ'' کی عبارت یہ ہے : ولایقوموا بالدعاء فی قرائۃ القرآن لاجل المیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ وقبلھا. (ص۲۲۵ ج۱)
اور دعا نہ کرے نمازِ جنازہ کے بعد اور پہلے، قراءۃ قرآن کرکے میت کے لیے۔

اس عبارت سے صاحب ''بحر'' نے یہ سمجھا ہے کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا نہ کی جائے اسی لیے اس کی تائید میں ''خلاصہ'' کی عبارت کا حوالہ ''بحر'' میں دیا گیا ہے۔

اور ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں :

ولایدعوبعدصلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ (ص۶۴ج۲) نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دعا نہ کرے کیونکہ یہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے۔

جناب مفتی محمد سعد اللہ صاحب رامپوری حنفی رحمہ اللہ اس سوال کے جواب میں کہ "نماز جنازہ کے بعد سورۂ فاتحہ اور اخلاص اور میت کے لیے دعا جائز ہے یا نہیں؟" لکھتے ہیں:

خالی از کراہت نیست زیرا کہ اکثر فقہاء بوجہ زیادہ بودن بامر مسنون منع کنند وبعضے می گویند لاباس بہ و کلمہ لاباس اکثر در کراہت تنزیہی مستعمل میشود (الی) وعبارۃ الکافی ان فرغوا فعلیھم ان یمشوا (خلف الجنازۃ الی ان ینتھوا الی القبر) الخ۔ (ص۱۳۱، ۱۳۰)۔

ترجمہ

نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے دعا کراہت سے خالی نہیں۔ کیونکہ اکثر فقہاء کرام رحمہم اللہ امر مسنون پر زیادتی کی وجہ سے اس کو منع کرتے ہیں اور بعض فقہاء کرام رحمہم اللہ جنازہ کے بعد دعا کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "لاباس بہ" اور یہ کلمہ اکثر کراہت تنزیہی کے لیے آتا ہے۔

اور بعض فقہاء نے اس دعا کو مکروہ لکھا ہے۔ محیط میں ہے: ان الدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ مکروہ۔ برجندی نے حاشیہ شرح وقایہ میں بھی اس دعا بعد از نماز جنازہ کو مکروہ لکھا ہے۔

اب غور کیا جائے کہ بعض علماء احناف جنازہ کے بعد کی دعا کو مکروہ لکھتے

ہیں اور بعض اس دعا کو منع کرتے ہیں اس لیے کہ یہ امر مسنون پر زیادتی ہے۔ مگر اس زمانہ میں فقہاء احناف کی ان تصریحات کے خلاف اس دعا کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس کو مستحب قرار دیا جارہا ہے۔ پھر خود کو حنفی بھی کہتے ہیں اور دوسروں کو مناع للخیر معتد اثیم (نیکی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا بدکار، گنہگار) قرار دیتے ہیں۔ کیا یہ تمام فقہاء احناف جو دعا کو مکروہ لکھ رہے اور منع کر رہے ہیں ان سب کو مناع للخیر (نیکی سے روکنے والا) قرار دیا جائے گا؟

اس پمفلٹ میں فقہ حنفی کی کسی کتاب کے حوالہ سے اس دعا کا ثبوت پیش نہیں کیا گیا بلکہ غیر مقلدین کے طریقہ کے موافق براہ راست قرآن وحدیث سے ثبوت مہیا کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ کیا یہ خود کو فقہ حنفی سے بے نیاز اور حنفی فقہ کو ناقابل اعتماد اور قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش نہیں ہے؟

تعجب یہ ہے کہ فقہ حنفی کی جن کتابوں کا نام اس پمفلٹ میں لیا گیا ہے ان سے اس مسئلہ دعا کے ثبوت میں فقہ کا کوئی حوالہ نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ ان کتابوں کے حوالہ سے بزعم خود اپنے مفید مطلب سمجھ کر بعض روایات حدیثیہ پیش کی گئی ہیں۔ گویا یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فقہاء حنفیہ نے اس دعا کو منع کیا ہے اور قرآن واحادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے اس لیے فقہاء کا منع کرنا قرآن اور ان احادیث کے خلاف ہے۔ تو یہ اشتہار حنفی فقہ اور فقہاء احناف کے خلاف ہوا۔

بھلا یہ بات کوئی عقل مند حنفی تسلیم کر سکتا ہے کہ فقہاء خود ہی تو ایسی

روایات پیش کر رہے ہوں جن سے دعا کا ثبوت ہوتا ہو پھر خود ہی اپنی کتابوں میں اسی دعا کو منع بھی لکھ رہے ہوں۔ قرآن و حدیث کا ایسا مقابلہ فقہاء کرام رحمہم اللہ سے کسی طرح بھی متصور نہیں ہو سکتا۔ مگر اس پمفلٹ میں فقہاء کو ایسی ہی پوزیشن میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انہوں نے قرآن کریم اور اپنی ہی روایت کردہ حدیثوں کے خلاف اس دعا کو منع لکھ دیا۔

ہماری اس تحریر سے اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ قرآن کریم اور فقہاء کی پیش کردہ ان روایات کا جو مطلب اس پمفلٹ میں لکھا گیا ہے وہ درست نہیں ہے اور قرآن اور احادیث سے ہرگز ہرگز اجتماعی دعا بعد الجنازہ کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور نہ فقہاء پر الزام آئے گا کہ فقہاء حنفیہ کی تحقیقات قرآن اور روایات حدیث کے خلاف ہوں درآنحالیکہ ان روایات سے وہ فقہاء واقف بھی ہوں اور ان کو اپنی کتابوں میں پیش بھی کر رہے ہوں۔ قرآن و حدیث کی ایسی خلاف ورزی فقہاء کرام سے ہرگز متصور نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا فرمائیں اور فقہاء کرام رحمہم اللہ کے صحیح منصب اور مقام کو پہچاننے اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ فقط

۱۲ / جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ